مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائش منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار مین ہو اگر ساقیا گلاب قلم
کھلے یہ غنچے سے بن شیشۂ شراب قلم

عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
کرے مداد سے کیونکر نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤن جو منقار عندلیب کا مین
نہ بوستان کے سوا پھر لکھے کتاب قلم

لکھا جو وصف جو اے سرو تیری قامت کا
بنا ہے مصرعۂ شمشاد کا جواب قلم

صفت لکھون اگر اس چشم نیم خواب کی مین
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم

خیال زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاض فکر مین کھاتا ہے پیچ و تاب قلم

ریاض دہر مین ہے بعد رنج راحت بھی
کہ پھول کھلتے ہین ہوتا ہے جو [illegible] قلم

یہی اشارہ ہے اب چشم مست ساقی کا
کہ وصف کشتی مے مین چلے [illegible]

اگر ہو گل مضمون کی وہ صفت پوچھ
صریر سے وہین بلبل کو دے [illegible]

ہمارا ہوا ہے تری مدح سے وہ ای مولا
جو میرے ہاتھ مین تھا صورت خراب قلم

صفت ترے دندان کی گر بیان کرے
زبان دھونے کی مانگے گہر کی آب قلم

لکھون مین شرح جو تیرے کلام رنگین کی
کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم

ہے تیری مدح کا غفلت مین بھی خیال مجھے
زبان نطق ہے جاری میان خواب قلم

مین رشک گلشن جنت کہون بیابان کو
جو وصف شیر خدا مین لکھے گلاب قلم

لکھون ترے سر مجروح کا جو مرثیہ مین
تو جائے اشک کے سینہ سے خون ناب قلم

ہوا ہے حبس سے کہ تحریر دفتر تقدیر
وہ تیرے ہاتھ مین ہے یا ابوتراب قلم

صفت لکھون مین اگر تیرے روئے روشن کی
تو میرے ہاتھ مین ہو شمع ماہتاب قلم

لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز
کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم

ہوا تو دست تقبضہ نہ حرف حق کلمہ
زمین پہ تونے رکھا یا ابا تراب قلم

تو تیرے دشمن موذی کا نام مین لکھون
تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم

چلے گا تیرے عدو کے لیے جو صورت تیر
کمان کے خانے مین رکھنے کا یا تراب قلم

صریر کلک سے ہو شور الامان پیدا
جو صفحے پہ لگے لکھنے ترا عتاب قلم

لکھے جو وصف تری قہر شعلہ افشان کا
بنائے طائر مضمون کو بھی کباب قلم

صریر کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا
اگر لکھے صفت شعلۂ عتاب قلم

تری قسیم عدالت سے اے کرم گستر
ریاض خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم

تھا یہ تیری عدالت کا گرم بازار
کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

الٰہی تا کہ رہے صفحۂ جہان قایم	الٰہی تا کہ رہے دہر مین کتاب قلم
جہان مین شاہ ولایت کو دوست ہین جتنے	بجز ثواب نہ ان کے لکھے عذاب قلم
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ	تو ان کے سر کو کرے تیغ بوتراب قلم
علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو	تو روسیہ کرے اسی طرح شتاب قلم
لکھا کرون مین سدا وصف ساقی کوثر	پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری	ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے	بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا	کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
بہار باغ مین کیا کھلا رہی ہے گل	شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
چمن مین کیجے اشارہ جو سوے نخل حنا	تو ساتھ اشارے کے انگلی برنگ مرجان ہے
ریاض دہر مین پھیرے تو سایہ کی صورت	مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
چمن مین بات جو کیجے تو منہ سے پھول جھڑین	اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا	نمو کی ہی سے صیاد سخت حیران ہے

مطلع

تو وہ ہے شاہ ... ہند سکے ... جہان ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے
وہ ... ہے جس سلطنت مین قدر ...
کہ جبین ... عدالت ... احسان ہے
... سایہ مین ... ایک غریب و بعید
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

٦

قلم مین لیٹی ہی بالیدگی ہی وقت رقم — ہر ایک مصرع مگر شاخ عشق پیچان ہے
دکھا دکھاکے رخ زخم و زلف کہتی ہین گل و — اگر وہ ہی چمنستان یہ سنبلستان ہے
زمین پہ دھوکے سے دوڑائے ہاتھ گلچین نے — کہ اپنے سائے پر اوسکو خیال ریحان ہے
ہوا کے جھوکے سے اوڑکر گرا جو یوسف گل — تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے
نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی — کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے
بجا ہی بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی — پیالہ دیکھیو ساقی کہ دور مستان ہے
بجا ہی کہیے ہر اک گھر کو خانۂ باغ اگر — ستون خانۂ شمشاد باغ یکسان ہے
نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز — کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے
یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز — گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے
سمجھ کے دار امان آئی ہے یہان خلقت — کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے
سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل — کہ خانۂ شرف آفتاب تابان ہے
سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر — ہر بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے
زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا — مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے
ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آسا — کہ دست شاہ درافشان رنگ نیسان ہے
نہ کس طرح کہیے اوسکو جہان شاہ جہان — زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہے گزند
کہ پاسبان کا ترا آئینہ نگہبان ہے

دعائیں دے کے تجھے شب کو سوئی ہر خلقت
ہر ایک ذرے کے لیے ورد مثل زبان ہے

کسی غریب کے گھر تک بھلا کر آئے چور
کہ مثل موج لیے سیل بھی گریزان ہے

شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی
سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے

فراز دست عدو کیوں نہ کھینچے پاؤں سے
کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے

خرید کیجیے کوڑی کی کنار کی دے کر
متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے

ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض
تو ڈر سے صورت عکس آئینہ میں وہ پنہان ہے

عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے
ترا وہ جذبۂ آہن ربای فرمان ہے

کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار
کہ جو ہے صید وہ قربان یہ تیری قربان ہے

بجائے پر نکل آئے ہیں استخوان تن سے
ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے

کیا ہے حکم جو تو نے نہ پیجو بادۂ شراب
خموں کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے

اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر
کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے

لگے نہ بحر جہان میں کچھ اوسکا تحمل بڑا
کہ بحر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہے ڈر نہ کوئی دوسرے شراب کی تمثیل
فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض میں غنچہ کے توڑیں گلابیاں گلچین
بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے

پیالے توڑتے ہیں آپ مثل جام شراب
ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے

لکھیں جو تخت مرصع یہ تیری توصیفیں +
تو خامہ دو زبان آج گوہر افشان ہے

یہ جلد رو ہے کہ پل میں نگہ سے غائب ہو	اگرچہ ڈیل میں وہ مثل چرخ گردان ہے
کریگا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے	کہ دو توں دانتوں کو اک شکل لا نمایان ہے
جو دیکھوں فیل فلک رتبہ کو ترے تو کہوں	برنگ کوہ یہ ای خسرو جہانبان ہے
نہیں ہیں دانت کہ فرہاد کے ہیں دست دراز	نہیں ہے سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھ سے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل	بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے
ریاض دہر میں جبتک رہے گل خورشید	الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز	خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہیں شاعر	اگر یہ ہی چمنستان وہ سنبلستان ہے
زمین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار	زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تار ہے ذکر	جہان میں تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے
سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ	ہلال و مہر میں تا لطف گوی چوگان ہے
الٰہی تا رہے اورنگ زر نگار سپہر	زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم	کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت
ہر طفل ہوا اب سام و نریمان کے برابر

جنگلے مین جہان کوئی نگہبان نہین ہے
آہوان گرگ سے تاثیر ہے چوپان کا برابر

رہتا ہی شرر آب مین اب صورت مرجان
ہی شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو یا سنگ ہم وزن
خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر

چورون کی طرح ہاتھ لگے دزد حنا بھی
اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر

دروازے کھلے چین سے کیا سوتی ہی خلقت
ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر

جو طوف ترے در کا کرے ہو وہی حاجی
تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر
ہو جائے قلم خنجر بران کے برابر

افسانہ کہون گر تری شمشیر دو دم کا
دشمن کو سلاؤن وہین میدان کے برابر

تلوار تری روز وغا برق نظر آئے
سر دشمنون کے قطرۂ باران کی برابر

گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دو دم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر

بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر

ہے اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید
ڈانٹے تو اگر اوسکو تو بس ہان کی برابر

جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا
بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر

اوڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے
خصلت مین جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

قصیدہ در مدح حضرت ...

خاقان زمان ... شاہ زمن

ابوالمظفر معز الدین ... شاہ بادشاہ

غازی ... وسلطنتہ

خیال سنبل خط مین جلون ہون مین وحشی | قلم کی طرح مرے نقش پا نہین تحریر
زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا | شکست رنگ سے کرتا رہا ہون تقریر
فتادگی مری منظور کلک قدرت تھی | جبین نقش قدم پر لکھا خطِ تقدیر
وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا عشق بتانکی | صریر کلک یہ رکھتا تھا تہمت تقریر
نظر پڑی تری بسمل کی جیسے بیتابی | مژہ کی شکل ہی جنبش مین جوہرِ شمشیر
فلک کو پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی | ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر
وہ کوہکن ہون کرو نہین جو غم کوہ کنی | تو آب تیشہ روان ہو بجای چشمۂ شیر
رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اسلیے ہمکو | کہ آب تیغ سے اپنی ہوئی ہی خاک خمیر
وہ ہم سخن ہو تو عیسیٰ کا دم پھڑک جاے | یقین ہی معجزہ لب سے بول اوٹھے تصویر
مرے سبب سے جنون کا ہی سلسلہ باقی | قدم سے ہی مرے آباد کوچۂ زنجیر
کسی کے قامتِ موزون کا دھیان آتا ہی | تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ ہین ہم پیر | اک آفتاب ہی مثلِ سحر گریبان گیر
لکھون جو معنی و زلف و دہن کی مین اوصاف | کہین یہ نسخہ ہی الف لام میم کی تفسیر
کرو جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو | جدا ہین لبِ سوفار سان لب تقریر
ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ ای مجنون | دکھائی دیتی نہین صورتِ صدا زنجیر

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین — نگہ کو تا مژہ ہو وئی آنے مین تاخیر

فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے وہ کرے — تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مسیر

جو دیکھیے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے — بجا ہے رنگ پریدہ کے گر کھنچے تصویر

اوسے ہر تار نگہ تازیانے سے افزون — جو دیکھیے تو نکل جائے صفحے سے تصویر

سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب یہ کہین — کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر

لکھون وہ فیل کی تعریف مین بنا مضمون — قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر

جو فیلبان ہو فرہاد تو ہے تیشہ کلک — پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر

یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز — اگرچہ سطر مین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شالب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنے ای مولا — کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیرے در کا فقیر

الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و زمین — الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر

فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد — الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو — ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر

نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک — سواد چشم پری تا ہو سرمہ تسخیر

کمان چرخ ترے دوست کی ہو حلقہ بگوش — ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر

الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے — کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہیں آئینہ وار
کہا خرد نے کہ اے سادہ لوح فکر نکر

بہار فیض سے اوسکے ہے یہ جہان گلشن
ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر

محیط پنجہ مرجان بھی ہیگا لے ہاتھ
سخی بھی دست سخا کے ہین اوسکے دست نگر

تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا
برنگ غنچہ ہے مفلس کی مشت مین بھی زر

پڑھون حضور مین اب لاجواب اک مطلع
اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر
کہ پھول قور کھتی ہے تلوار او پھول پر

ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندہ جاوید
یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر

فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی
کہ تیری خاک قدم مین ہے کیمیا کا اثر

نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا
نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر

ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر

ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہ کامل
صباح آتا ہے مجرے کو خسرو خاور

نگاہ گرم سے گلشن ہین تنگ مجمر ہو
شمیم لطف سے بنجاے مثل گل اخگر

جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سے فیض
کہ طفل اشک کو دامن ہے دامن مادر

ترے تو عہد مین غم بھی ہے راحت جان ہے
کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہے شمع روشن تر

مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل
کرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان ابوالمظفر معز الدین
شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہوا ہے آتشِ گل سے یہ عالمِ گلزار
عجب ہی نامِ خدا لطف رنگِ خاکِ چمن
نسیمِ گل مین ہے تاثیرِ معجزِ عیسیٰ
خروشِ خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین
گذر جو زاغ کا ہو تو برنگِ طوطی ہو
جو گرد باد اُڑھے باد سے بنے وہ سرو
چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر
جو بادِ صبح بنا گوش مین کرون مین آہ
زمین تو غیرتِ آئینہ ہے عجب کیا ہے
اوگا ہی خندۂ گل تخمِ اشکِ بلبل سے
بسانِ شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے
خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہو نزاکت سے
کہین نظر کے نہ صدمے سے نیلوفر ہو جائے
یہ پاسِ ناز کی شاخِ گل ہے گلشن مین
برنگِ عارضِ خوبان ہین صاف دیوارین
شراب اوس ہے گل جامِ غنچہ مینا ہین
چمن مین پھرتی ہے مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی

کہ نخلِ طور ہین گلشن مین اقلیمِ اشجار
ختائی ہوتے ہین پائی بتان دمِ رفتار
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبلِ زار
عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہووے گلرخسار
چلے جو بادِ خزان بھی تو ہو نسیمِ بہار
تو صفحے سے وہ نکلجائے ہے بیہوش بہار
زبان تک آتی ہی آتے ہے نسیمِ بہار
لگے جو بولنے طوطی سبزۂ گلزار
کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیضِ آثار
رکھین جو شاخِ ثمردار پر عصا ہوں بار
ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار
نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبلِ زار
کہ دم چرائے ہوئے پھرتی ہے نسیمِ بہار
مثالِ گیسوئے محبوب سایۂ دیوار
نسیم لائی ہے گردش مین اونکو ساقی وار
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیمِ بہار

۱۵

جو تیرا ابر کرم تجھ پہ ہو سایہ فگن / حیات مین ہون لبان صدف دُرِ شہوار

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو بار سیح / قدم کے فیض سے اکسیر ہووے گرد و غبار

صبا کرے جو ترے جود کا چمن مین بیان / تو گل صدف بنے شبنم بنے دُرِ شہوار

کرون مین عرض وہ رنگین مطلعِ ثالث / کہ جسپہ برگ گل تر ہزار کیجیے نثار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت مین ہو گذار / تو شاخین آہوؤن کی سبز ہو کے لائین بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دھو وے اے سحاب کرم / تو آب خاک کو کر دے طلائے دست افشار

جہان اہل جہان تیرے زیر دست ہین سب / زمین پہ دستِ سخاوت ترا ہے ابر بہار

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر / مثال قیصر و خاقان ہین تیری خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہے / ہون دست بستہ کھڑے انس و جن بمین و یسار

اگر بلندی اقبال کا نظارہ کرے / سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظل الٰہی ہے اور خلیفۂ حق / قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہووے عرش وقار

چلے رکاب سعادت پکڑ کے افریدون / بجا ہے کہیے جو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہان کہ قدم تو نے اے سحاب کرم / بنا ہے ابر درافشان زمین سے اوٹھکے بخار

ہر اک صدف ہی تہی اب لبان درج حباب / ترا جو دستِ سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیب سحر چاک بخیۂ خورشید / شمیم زلف جو ہو تیری حامی شب تار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷

نہین بناتا ہے پا اوسکے خوف جولان سے	نہ گرد کھینچ لے جبتک کہ برج کی دیوار
گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی	تو شکل برق بنے پھر مرا لب اظہار
عیان ہے صاف شب قدر سر کی چوٹی سے	طلوع صبح ہے اوسکے جبین پر انوار
ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے	ہے اوسکی گردن موزون پہ بال کی بہار
دم سیاہ ہے یون جلوہ گر سرین نسین	کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار
پھر آئے روی زمین سب وہ گام اول مین	کہ جیسے صفحۂ قرطاس پہ پھرے پرکار
یقین ہے سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا	لگائے ساز مین مطرب جو موی بال کا تار
شہا صفت تری توسن کی مجھسے کیونکر بیان	خوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار
سوار ہووے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو	تو کہیے تو مہ تابان ہے اور وہ شب تار
جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہے گھٹا	کہین چمک گئی بجلی جو دیکھ لین رفتار
اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر	نہ پھرے تشبیہ بھی مضمون تیزی رفتار
جو پانی پھیکے وہ خرطوم سے کہین دہقان	ہماری کشت پہ برسا ہے آج ابر بہار

کرون دعا یہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ مدح کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہے جنبش مین	مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان یکبار
الٰہی تا ہے گلزار خلد و باغ جنان	چمن مین پھرتی رہے جبتلک نسیم بہار
بگوش دل سنین جبتک سخن کو صاحب فہم	صدف مین قطرۂ نیسان ہوتا در شہوار

19

مین مانگی جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے
تو وہ ہی شمع رو تجھسے اگر تشبیہ دیتا ہون
الٰہی زلف سے آئینہ رخ صاحب کہ بیٹھے
شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کیسوا ای قاصد
جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کانپے
پتنگ ایسا غم فرقت سے ہون ڈر دو بہی تا
جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھاؤنگا

وہان زخم سے مین کام لون لبہای سائل کا
قدم ہو عرش پر پڑتا ہے خورشید منزل کا
فلک پروانہ بنتا تا چراغ ماہ کامل کا
کہ ہے بیجا الجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا
ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا
بتا دیتی قضا جو گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا
وہان زخم سے لے لونگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھسا دیوانہ پیدا نہو گا
نہ دیکھا ہو جسنے گئے اوسکے آگے
کیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل
قیامت کے منکر جو ہین آ ستمگر
کبھی اسکی ہمسے نجائے گی ہر گز

ہوا ابھی تو پھر ایسا رسوا نہو گا
ہمین لن ترانی سنا تا نہو گا
تو گلزار پھولا سمایا نہو گا
ترے قد و قامت کو دیکھا نہو گا
فلک جبتلک خوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

کون سویا تھا کھول کر زلفین / تار سنبل ہے تار بستر کا
اوسنے صندل لگایا ماتھے پر / درد دونا ہوا مرے سر کا
کیا بنائی کمان ابرو کی / چومیے ہاتھ اوس کمانگر کا
طائر جان کو نامہ بر کیجے / کون احسان لے کبوتر کا
کھو ابر بہار سے آئے / دیکھ لے جوش دیدۂ تر کا
وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے / نقش پا آئینہ سکندر کا
خال مہرو سے دی ہے جو تمثال / ہے فلک پر دماغ اختر کا
زخم پانی چراتے ہین ظالم / ہین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گرد کھاؤن اے گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہے ہمکو حلقہ دام کا / ہے کف صیاد مین دانہ تمھارے نام کا
گر کبھی ہمچشم ہو چشم بت گلفام کا / دست کھینچا جای اس تقصیر پر بادام کا
کھلگیا گیسو چمن مین گر بت گلفام کا / موج بوی گل مین عالم ہو گیا گلدام کا
آنکھ پڑتی ہے جو اوصیاد ہر نخچیر کی / آنکھ کا ڈورا ہے کیا ہر ایک ڈورا دام کا
مجھ مین اور اوسمین اب ایسا ہی ہجوم اختلاط / دخل ہو سکتا نہین ہے بیچ مین پیغام کا
بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخ غزال / پیچ دکھلا دی جو تو گیسوے عنبر فام کا
تھی یہ الفت چشم جانان سے مجھے طفلی مین کیا / شیر کے بدلے سدا شیرا پیا بادام کا

نغمہ سازنے وان شب تجھین بیدار کیا | یان ہمین آنسوؤن کے تار نے سونے نہ دیا
سوگیا شب کو جو مین اوس جبین ٹھکرائی | میرے طالع کو مرے یار نے سونے نہ دیا
جیتے جی سمجھے تھے آئیگی عدم مین نیند | سو خیال دہن یار نے سونے نہ دیا
تیغ نے اوسکے گلے لگ کے سولایا مجھکو | کیا ہوا ساتھ اگر یار نے سونے دیا
خار کو بے کف پا میرے نہ آرام آیا | پاؤن کو آرزو خار نے سونے نہ دیا
یار نے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئے | پر مرے طالع بیدار نے سونے نہ دیا
اوسکی آنکھونکے تصور نے اوڑادی میری نیند | اپنے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اے افسوس | عمر بھر چرخ جفاکار نے سونے نہ دیا
تمھین نیند آئی نہ وان فکر حنابندی مین | یان ہمین دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا
ہے یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند | ہمکو یاد قد دلدار نے سونے نہ دیا
بال سا آنکھون مین کھٹکا کیا میرے شب ہجر | یاد موے کمر یار نے سونے نہ دیا
نعلبند تلوار اوٹھائی مرے سر پہ رکھکر | سایۂ تیغ مین بھی یار نے سونے نہ دیا
ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منہ دکھلاتے | خیر گذری جو غم یار نے سونے نہ دیا
قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو | پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا
نالۂ بلبل گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا | نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین انسان کو قتل | ہمسے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہ ہوا
زور سے زیر کیا چاہیے نفسِ بد کو | آپ سے خر تو کبھی مائلِ پالان نہ ہوا
سخنِ بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز | خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہ ہوا
آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو | اس سے کوئی کبھی منت کشِ دو نان نہ ہوا
عشق کا بار اوٹھا تب ہی گردن پہ رکھا | حامل اس بوجھ کا جب گنبدِ گردان نہ ہوا
برق وش جب مجھے وحشت نے اوڑھایا یارب | اک قدم ملکِ دو عالم مرا جولان نہ ہوا
سینۂ گرم مرا خود ہے تنورِ روشن | مین کسی سے کبھی منت کشِ اک نان نہ ہوا
عیبِ عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی | کبھی آلودۂ غش دامنِ پاکان نہ ہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو
اس سے آسودہ ہمارا دلِ نالان نہ ہوا

دیکھکر کون تری چہرے کو حیران نہ ہوا | کسنے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہ ہوا
بیکسانہ مین ہوا خنجرِ قاتل سے شہید | کوئی جز زخم مری لاش پہ گریان نہ ہوا
جب مین سمجھا کہ یہی سایۂ گیسوی دراز | پھر مجھے کچھ غمِ طولِ شبِ ہجران نہ ہوا
ہم وہ بلبل ہین قفس مین ہی رہی ساری عمر | گذر اپنا تو کبھی سوئی گلستان نہ ہوا
اس تمنا مین ہم افسوس ہوئی سودائی | تیری ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہ ہوا
جبتلک باندھو نہ خورشید رخون کی مضمون | مطلعِ صبح مرا مطلعِ دیوان نہ ہوا
ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے | ماہ کس رات چراغِ تہِ دامان نہ ہوا

۲۷

بلبلونکو دیکھکر دریا کا جانا چھوڑدے کوئی بلبل مرگئی تو دیکھ لینا باغبان	ایک دن گل جائے گلستان مین بے اندلیب بیچ کر پھولونکو لونگا خونبہائے عندلیب

یادِ گلرویان مین کیا گویا نے کھینچی آہِ سرد
ہو گئے ہین گل چراغ داغہائے عندلیب

ردیف تاے فوقانیہ

گیا ہین شیداے قدِ یار درخت	ہین جو شبنم سے اشکبار درخت
دیکھین گر سرو قدِ یار درخت	خاک پر لوٹین سایہ دار درخت
اشکبار اون پہ ہین جو مرغِ چمن	پہنے ہین موتیون کا ہار درخت
سرکشی کی ہے کیا ترے قد سے	کاٹے جاتے ہین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال او ہے	کہ ہے انگشت زینہار درخت
تیرے جلوے سے نخلِ طور بنے	ہین جو بالاے کوہسار درخت
بید مجنون کو دیکھ او لیلی	ہے یہ مجنون کا یادگار درخت
دیکھکر تجھکو بھول جائینگے	گل کھلائینگے بے بہار درخت
زندگی ہین نہ مین نے پھل پایا	ہو نہ میرے سرِ مزار درخت
فائدہ بھی یہان تو نقصان ہے	سنگ کھاتے ہین باردار درخت
داغ تن کھل رہے ہین صورتِ گل	ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

کیا چمن کو جاؤن مین دیوانہ نازک مزاج
صبح بوی گل سے ہو جاتا ہون زنجیر کے بیچ

جب جہنم خانے مین جاتا ہی وہ بت نام خدا
جان پڑ جاتی ہی سب تصویر کے تصویر کے بیچ

باندھے سب تیر اک سی صیاد نے چھوڑا مجھے
مین ہی کیا صید ہون تھا سارا نخچیر کے بیچ

رنگ اوڑ جاتی سبھی کا تیری عیب حسن سے
گر تری تصویر رکھدین لاکھ تصویرونکے بیچ

تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہی سنی
آبداری کا نہین ہی نام شمشیرونکے بیچ

مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیرونکے بیچ

واہ کیا کہتا ہے اوسکا سحر ہے باتین نہین
بند کر دیتا ہے جو گویا کو تقریرونکے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پای صبح
خجلت سے تا بحشر نہ پھر منھ دکھاے صبح

چوٹی کے بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
کہتا ہی ہنس کے شام ہی دیکھو قفای صبح

آجاتی ہی ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی
روتا ہون دیکھ دیکھ کے مین خندہای صبح

بند قبا جو کھولے تو اے رشک آفتاب
کیونکر نہ اپنی جیب کو پھاڑے اوڑاے صبح

تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح

کس نازنین سے سیکھی ہی اوسنے سپکروی
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پا کے صبح

چپکن کے تیرے بند جو دیکھے سو یہ کہے
تار شعاع مہر سے بند قبا ے صبح

ردیف دال

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہِ نو کیطرح
کہ ہمین عید مہینے کے دکھاتا ہی وہ رخ

آنکھین نرگس ہین دہن غنچہ ہی عارض گل ہائے تر
پھولون کی ڈالی ہمین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

جو ہمیشہ غصے مین ہو رنگِ روی جانان سرخ
لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیالِ آتشِ گل مین ہین بسکہ گرم فغان
ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ

کرے جو قتل وہ مجکو نہ ہین گردن رسوا
لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگایا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ
تو سیری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ

قبای سرخ صنم سے ہی کیا اوسے نسبت
کہ عندلیب فقط گل کا ہے گریبان سرخ

گمان ہی سلکو کہ الماس ہو گئے یاقوت
جو پان کھائیے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو روئے ایسا خون
کہ گلفروش کی ہو جا ساری دکان سرخ

قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے
فزون ہی گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جمع ہے دھیان دست رنگین کا
تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہی لہو میری چشم پرخون سے
وہ دیکھے آ کے نہ دیکھا ہو جسنے بادلان سرخ

ہماری قبر پہ شوخی سے اوسنے پھینک کے پیک
کہا کہ چاہیے تمام قبر شہیدان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
بہا یا تلوؤن سے خون ہو گیا بیابان سرخ

دیکھو لونگا جو تصور مین تو کیا کیجیے گا
میری نظرون سے بھلا رہیگا پنہان تا چند

بنگیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب
رہون ای ماہ ترے ہجر مین گریان تا چند

شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
تجکو ڈھونڈا کرون ای شمع شبستان تا چند

کردے قاتل دہن زخم سے خندان مجکو
مین ہون آرزوِ قتل مین گریان تا چند

کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند

پانؤن رہجاتے ہین چلنے سے تو سر پھرتا ہے
رہون سرگشتہ مین اے گنبد گردان تا چند

کھائے زخم اوسکے سبب ابکی گلا کاٹیگی آپ
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند

بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
دیکھیے نے کیطرح رہتی ہین نالان تا چند

کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تونے ظہور
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تا چند

تنگ ہین زیست سے ہم سر ہے وبال گردن
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بے سر و سامان تا چند

ازاو بچشم سوی زخم دل من نکند
تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند

تا المم وحیف لب بام تو شیون نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند

جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
چون من زار کسی خواہش مردن نکند

زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند

عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

قطعہ

ردیف ذال معجمہ

استخوان میرے سگِ یار تلک پہونچا دے
اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد

صدمۂ تیغ سے اور فرطِ نزاکت کے سبب
سیلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

جینِ جوہرِ شمشیر سے منگوائے پھول
خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد

کیا ہی مرنے سے مرے شاد ہین اللہ اللہ
بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

نہ ہی بعد مرے نامۂ پیغام کی رسم
خاک اڑاتی پھری گلیوں مین صبا میرے بعد

منھ دکھاتا تو کسان باتین بھی اوسکی مجھ تک
لن ترانی کی کبھی آئی نہ صدا میرے بعد

کیا ہوا غم نکیا اوسنے مرے مرنے کا
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد

چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین
کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے بعد

مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد

کبریائی تری ثابت نہ ہوگی اوبت
کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد

استخوان کو نہ جلا دیجیو اے آتشِ غم
آکے مایوس نہ پھر جائے ہما میرے بعد

دہنِ گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

سر اوٹھایا مری وحشت نے پسِ مرگ بھی
بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد

سنگِ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے
کوہِ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

سب سے پہلے ہو مین اوس پری زادان کا اسیر
طوق قمری کے بھی گردن مین پڑا میرے بعد

تیرے آنیکی دعا مانگی ہی اول مین نے
ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت
مٹ گیا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

طبیعت آگئی ان روزون اک طفلِ پری چین
ہوا یہ رتبہ زلفِ یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہمیشہ مار اور طاؤس ہین کے سنی دیکھی
نظر آتی ہے مسی کی دھڑی پر پان کی سرخی
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرتِ گل کو
شبِ مہتاب مین ہنسنا تمھارا لائیگا آفت
تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہے ہین گل
دھوان جب لے اوٹھتا ہے تو دکھن سیر زمین
نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہوجائین
ہوا تارِ نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
منور ہوگئی میری لحد کس کے پرتو سے
کوئی خورشیدِ تابان جلوہ گر ہے اوسکی اوجھل مین
منور ہوگیا ایسا مکان اوس کے جلوہ سے
بنایا ہے زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مری زنجیر پر یون سنگِ طفلان آکے لگتے ہین
اگر مجھ ناتوان کو رخصتِ گلشن نہین دیتے
چمک سے تیرے دانتونکی اونھین دعوی تھا کچھ شاید

گمان ہے نالۂ ناقوس کا اسپر تری تسبیح
ہوا ہے اوڑی جاتی لٹ اوشانکی ناگن پر
دلِ پر داغ کیون شیدا ہوا ہے زلفِ پرفن پر
کسی نے برگِ گل پر رکھدیا ہے برگِ سوسن پر
طلب کرتا ہے اوڑ جاؤ تو ہر بلبل سے گلشن پر
گریگی ایکدن بجلی ستاباکے خرمن پر
بجا ہے گر کہون بجلی گری پھولونکے خرمن پر
تو اک کالی گھٹا سی یا چھا جاتی ہے گلشن پر
طبیعت آگئی ہے اک نگاہِ ناوک افگن پر
ہماری آنکھ پڑتی ہے جو اک طفلِ برہمن پر
چڑھائی چادرِ مہتاب کس نے میرے مدفن پر
شعاعِ مہر کا کیونکر گمان ہوتے نہ چلمن پر
ستارون کا گمان ہوتا ہے دیوار و در روزن پر
مہِ نو کا ہے عالم ہر نشانِ نعلِ توسن پر
کھچا آتا ہے دوڑی جیسے مقناطیس آہن پر
بجا ہے خار بھلا دین سرِ دیوارِ گلشن پر
تبھی مٹی خدا نے ڈالدی مردون کی مدفن پر

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ کبھی ہوگی یہ اشکباری
بنی ہین چشم پرآب قاتل یہ زخم بالی چہرا چہرا کر

کہان وہ تسکین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا بس دکھا دکھا کر

برنگ ساغر ملا دیا منھ جو منھ سے تیرے خفا نہوتا -
کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر

اوٹھایا یارون نے پیر خدا اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر

جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑا دے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہے پر کبوتر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگِ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہما سے بچا بچا کر

کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر

کبھی مرے دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اولجھتے
غرضکہ زلفون کو تو نے ظالم بگاڑا ہے سر چڑھا چڑھا کر

شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

وہی اثر ہے جنون کا اشک وہی ہے لڑکونکو اب بھی کاوش
کہ میری نئی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا دلا ہو کاغذ اگر سفا لی
خطائین کیسی ہین مجھے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا جبکہ مردون بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری نئی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے دربردہ ہے محبت
پڑے ہوئے بستر الم پہ جو روتے ہین منہ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہے جاتا بجائے قاصد
روان کرون سوئے یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر تو غمزہ نے لگائی برچھی ادھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

گئی ہے گویا شب جوانی اب آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دن خدا خدا کر

ہر کف پا مین حنا کا گل عیان بالائے سر
شعلہ اوسکے زیر پا ہے اور دھوان بالائے سر

سیکھے سبک روشی آہ کی ہو چلد یاران عدم	یان تو ہے عصیان کا اک بارِ گران بالاے سر
مجھکو اک سرو روان کے عشق نے مجنون کیا	کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالاے سر
کانپ اٹھی ہی اکثر مری نالون سے زمین	کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالاے سر
ہوگیا اکثر سرشکِ چشم سے خانہ خراب	گر پڑی ہے بارہا سقفِ مکان بالاے سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالاے سر

چاند سورج ہین ترے اے جان جان بالاے سر	کیون نہو پھر پھر کے صدقے آسمان بالاے سر
کاش ہو نیچے اشک کا آب روان بالاے سر	ہی ہر اک داغِ جنون آتش فشان بالاے سر
ہی زمین پانون کے نیچے آسمان بالاے سر	مہربان ہی زیر پا نامہربان بالاے سر
ای خطِ نورستہ مجکو تیرا مجنون جان کر	طوطیون نے آکے باندھا آشیان بالاے سر
سر چڑھایا گر تو نے ای ظالم بگاڑا ہے اسے	کرتی ہے بل کاکل عنبر فشان بالاے سر
اسقدر گل کاریان کی ہین تری تلوار نے	زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالاے سر
مثلِ گل مین پانون گر جائین ہین مین ای نسیم	گر زرِ گل بھی رکھون مین ناتوان بالاے سر
پھرتی ہین صحرا مین سر پر مین گلِ داغِ جنون	خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالاے سر
بادشاہی سے یہ غیرت ہو کہ چھوڑون اپنا سر	گر پڑے ظلِ ہما ای آسمان بالاے سر
یان خزان مین بھی شگفتہ ہین گلِ داغِ جنون	کہدو اب بلبل سے باندھے آشیان بالاے سر
مجھسے یارب غم اوٹھتا نہین اسکے عوض	کاش رکھدیتا زمین و آسمان بالاے سر

بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان بالاے سر
ہائے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالاے سر
آسمان مثلِ زمین ہے گاہ پانون کے تلے
اور زمین ہے گاہ مثلِ آسمان بالاے سر

ردیف زا

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کر کے ابھی سے مکر نہ جا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

گو خاک ہوگئے نہ گئی جستجوے یار
جون گرد راہ پھرتے ہین ہم در بدر ہنوز

کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے
آگاہ بھی نہ دوش سے تیری کسیر ہنوز

اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال
کہتا ہے یار ناز سے پھر تا ہی سر ہنوز

بیزار ہون کہ مجھ کو بدن بھی وبال ہے
تیر ہے دل مین الفت پیکر ہنوز

سرجیب آستان پہ ترے کبھی مارتے
صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز

آخر ترے فراق مین مر ا ہوا وصال
دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پیکر نہ چھوڑ رنگ اے مری جلاد بس
تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس

تیرا ہی مصرع قد ہے خوش شاخ مین مثال
سر ترے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس

یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا
دیکھی صناعی تمھاری مانی و بہزاد بس

سن نہیں سکتا مری نالون کو ایسا درد ہے
جب کر دن فریاد کہتا ہے وہین فریاد بس

کسکو طاقت ہے سنے دیوانگی فریاد کو
سنکے زنجیرونکا غل کہنے لگا حداد بس

خوش آسے کیا تجھے زاہد خط عذار صنم	جسے جنون نہو اس کو بہار سے کیا حظ
گناہ ہوتے ہین اے ہوا ہے سے خط کے لیے	الٰہی کاش نہوتا جہان مین پیدا حظ
نہین ہے کم مجھے رونے سے خندہ ساغر	جو پاس یار نہو مےکشی کا پھر کیا حظ
کبھی لب ان مرے آشنا شکایت سے	جو دیکھے گالی یہ گالی اوٹھاؤن وونا حظ

کہی جنون مین غزل ایسی ہم نے اے گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتی ہے روح سودا حظ

ردیف عین مہملہ

اشک سے اپنے اگر رکھتی ہے آب دانہ شمع	کس لیے ہے جمع کرتی خرمن پروانہ شمع
گر اٹھاوے ہاتھ سے وہ ساقی مستانہ شمع	محفل مے مین دکھائے گردش پیمانہ شمع
بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنائی ہاتھ مین	عکس رخ سے بنگئی موج مے پیمانہ شمع
یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا ابھی	ہوئے کب روشن میان خانہ ویرانہ شمع
صورت قلقل کرے نالہ زبان شعلہ سے	ساقیا دیکھے جو تیری نرگس مستانہ شمع
ہے بلورین جھاڑ سا روشن جو دیکھو دور سے	ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرہ جانانہ شمع
ساعد روشن کی اوسکی تب خبرداری کرے	کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیعانہ شمع
دود شمع داغ دل کردیگا آخر سیاہ	مثل کعبہ کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع
رونے مین کبھی ان حسینون کے سراسر کرے ہے	آنسوؤن کے تار سے رکھتی ہے دام دانہ شمع

آتشین پھر آنسوؤن سے ہای تر ہونے لگی
پھر لگے بہہ بہہ کے جاو اشکفشان کیطرف

ہی یقین پھر اُنکی یہ ہمکو کہ ہمین جھنکوائیگا
دل ہوا مائل پھر اک چاہِ زنخدان کیطرف

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہو جائین ہرے
پھر بہار آئی چلے خارِ مغیلان کیطرف

ای جنون رگہای تن کو شوقِ نشتر پھر ہوا
دیکھتا ہون پھر کسیکی نوکِ مژگان کیطرف

چھوٹنی دستِ خرد سے پھر عنانِ اختیار
لیچلا پھر توسنِ وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوقِ شہادت آہ ای گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیرِ بران کیطرف

ردیف قاف

کاہشِ جان ہے لب پہ ہای فراق
کس بلا مین ہے مبتلاے فراق

کوے دوزخ اوسے پہونچا سبے
نہ کسیکو خدا دکھائے فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو
دل مرا ہو گیا غذای فراق

جان دی اوسکا نام لے لے کر
بس دلا تھی یہی وفاے فراق

دادرس کوئی بھی جہان مین نہین
مین کہون کس سے ماجراے فراق

سقفِ گردون دون جلاو کہین
اے مرے آہ شعلہ زاے فراق

دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
مین ہوا جب سے آشناے فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون
اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

ردیف لام

اللہ رے دماغ ذرا دیکھو اے ہما	آیا نہ بے طلب سگِ یار استخوان تلک
اوس ماہ نے جو سر مرا ٹھکرا دیا بنوک	پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک
نخلِ مرادِ یار ہوا آج بار ور	صد شکر کہ لگے سر مرا پہونچا سنان تلک
پھر جاے تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون	رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک
مرنیکے بعد ہے سگِ جانان کا انتظار	کمبخت وہ نہ آئے مرے استخوان تلک
سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گئی	برگشتگی نصیب کی کہیے کہان تلک

گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے — آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانہ کا رنگ	دیکھ لے گر سوزِ دل اوڑجاے پروانیکا رنگ
ساقیا جیب رنگین مین لے وہ مست ناز	سرخ ہوجاے اگر ہو سبز پیمانیکا رنگ
تو عبث دھوتا ہے قاتل دامنِ گل کی روش	میرے خون کا تیرے دامن سے نہین جانیکا رنگ
اوس پری کی چشم کی تعریف کا کھوج ورد	ہو سلیمانی مرے سبحے کے ہر دانیکا رنگ
ساقیا تو ماہ ہے اور ساغرِ مے آفتاب	آسمانی چاہیے اوس تیرے پیمانیکا رنگ
نغمۂ رنگین کو سنکر مثلِ گل بنتے ہین گوش	چھا رہا ہے بزم مین ایسا ترے گانیکا رنگ
دامنِ گل کر دیا ہے دامنِ کہسار کو	ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ
جسم سرخ ایسا ہے پہنا اوسنے جو موتیکا ہار	ہر گہر مین صاف اب ہونے لگے ہر دانیکا رنگ

ردیف میم

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم

جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہین

کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجھے جنبش باد صبا کی قسم

دل مضطرب آہ جو کہتے ہین ہرکو سیدھی کبھی بات تو ترچھی سنو

یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم

شب ماہ ہو اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہے ٹھنڈی ہوا

کوئی جام شراب کا دے گویا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہین ہم

باغ مین بے یار اگر جاتے ہین ہم
بلبلون کی طرح چلاتے ہین ہم

شکل مژگان تیغ گو منہ موڑ لے
سر کو اپنے کوئی سر کاتے ہین ہم

کہین نہ کہیے جنگ ہے یہ عین صلح
لڑتے ہی آنکھ اوس سے ملاتے ہین ہم

مول لیتے ہین لڑائی یار سے
دیکھے دل آنکھین لڑا آتے ہین ہم

اسقدر ہم جنس بے مقدار ہین
لو جو تم نظرو نہین مل جاتے ہین ہم

صید ہین پر کرتے رہتے ہین شکار
دام مین صیاد کو لاتے ہین ہم

ہجر مین جز غم نہ کھایا ہم نے کچھ
یار کھانیکی قسم کھاتے ہین ہم

یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
اشک خون آنکھون سے برساتے ہین ہم

آگے اوس شمشاد قامت کے مدام
بید کے مانند تھراتے ہین ہم

۴۹

پیشوائی کے لیے آ ئے غزال — کسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم
وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف — تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم
ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین — رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم
ان جفاکارون کو رکہتے ہین عزیز — دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم
گفتگو کرتے ہین وصل یار کی — پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم
کھا کے بل کہتا ہے وہ موے کمر — گیسوؤنکو پیچ سکھلاتے ہین ہم
تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا — پھر کمان کسطرح چلاتے ہین ہم
تار ثابت جیب و دامن مین نہین — اے جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم
آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ — گردش ایام دکھلاتے ہین ہم
تا لہو پونچھے وہ اپنی تیغ سے — زخم دامن دکھلاتے ہین ہم
ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین — زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم
تو نے نظرون سے گرا یا کیا ہمین — سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم
نام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ روز — ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم
سامنے آتا ہے جو یوسف جمال — اوسکے ہاتون مفت بک جاتے ہین ہم
ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی — آپ مین ہر یون نہین آتے ہین ہم
یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین — کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
بھیجتے ہین خط یہ خط او شہسوار — گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

یہ جہان ہے کشتی بحر فنا | بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال | یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ | سقم مین ایوب کہلاتے ہین ہم
گھر سے کیونکر نکلین فرط ضعف سے | بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
قبر پر اوسنے کہا آؤنگا مین | اس توقع پر موے جاتے ہین ہم
دیکھیے اب شام غربت کیا دکھائے | رخصت اے صبح وطن جاتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر | آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
زردی رخ سے ہین کشت زعفران | جاے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت | کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون | مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون | خاک صحرا کی قناعت سے شکر پیدا کرون
مقتضائے طینت صافی ہے باغ دہر مین | رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون
عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہووے نصیب | پہلے آہ و اشک سے نخل ثمر پیدا کرون
تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ | جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون
برق سان اے دل جو وا گم ہو وہ دامن سے | بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

بلبل ہے چمن مین ایک ہمدرد
میں بھی کسی گل کا مبتلا ہون

آئینہ ہے جسم صاف اوس کا
کیون کر نہ کہے میں خودنما ہون

کہتا ہے یہ مشتری فلک پر
یوسف ترے ہاتھون میں بکا ہون

رخسار وہ رکھ کے سو گیا تھا
گل تکیون کو روز سونگھتا ہون

خط لکھ کے جو ہے تلاش قاصد
مانند قلم میں پھر رہا ہون

مرجان کے دیکھ دیکھ وہ ہاتھ
مہندی کی طرح میں پس رہا ہون

اتنی تو جفائین کر نہ اے بت
آخر میں بندۂ خدا ہون

اب تو مجھے غیب دان کہین سب
مین تیری کمر کو دیکھتا ہون

گویا ہون وقت کا سلیمان
پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہیں حسن جمال میں
سورج کے قبضے میں ہے کرن چاند ڈھال میں

خال سیاہ یار جو دیکھون تو ہون خجل
ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال میں

آنکھوں میں چھا رہا ہے کس انسان کا خیال
آتے نہیں فرشتے بھی اپنے خیال میں

چلنے میں پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
نسبت نہیں تدرو کو کچھ چال ڈھال میں

دھڑ کا شب فراق کا دل سے نہ جائیگا
ہو جائیگا وصال ہمارا وصال میں

تھا دل میں بوسہ اک خط جانانہ مانگیے
کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال میں

دل نے جو عشق زلف میں صدمے اوٹھائے ہین
لاکھون ہی بال پڑ گئے ہین اس سفال میں

دل میں ہی مو کمر سے ہم آغوش ہو جیے
ہے کیا خیال اس دل نازک خیال میں

سبزہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا
پر ہمکو نیند آئی نہ اک دم مزار مین

او برق طور تا کجا لن ترانیان
پھر آگئین ہین آنکھین مری انتظار مین

جاوین کہ آپ آشنا ترے دریا کی سیر کو
اشک رواں سے رکھتے ہین دریا کنار مین

بیکس نے آکے قبر پہ بیچین کر دیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہے خواب مین بھی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین ترے انتظار مین

خاک چمن سے کیا ہے مرا کالبد بنا
داغون سے گل جو کھلتے ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بھی حسن پرستی سے کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھون سے اور دیکھو لالا کی بین
موتی پروؤن ہار کے پھولون کے ہار مین

کیون منھ سے بولتا نہین نکلا ہرا تو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

رہ جائین یاد گوہر دندان مین رات دن
موتی بھرے ہین مثل صدف یان کنار مین

کہتے ہو لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہی لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہ آنکھین شیرین کو ڈھونڈھتی
اے دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین

سو ڈی ہو چرخ اس سے نہین کچھ بھی بعید
سچ یون ہو راستی نہین رفتار یار مین

تجھہ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

توسن کے ساتھ دوڑون جو مین منع کر نہ تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولون کا ہار بنگیا ہے موتیون کا ہار
ایسا خوشی سے پھول گیا دست یار مین

نفرت یہ ان گلون کو ہو مرنیکے بعد بھی
ہوتا نہین ہے گل مری شمع مزار مین

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین	عشق کی دولت سے کیا کیا نہین
چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھاے	اس مین کیا نادان تجھی جانا نہین
بوریے پر ہے قناعت اے فلک	آرزوے مسند دیبا نہین
کردیا یہ ضعف نے نازک مزاج	نازنینو نکا بھی ناز اوٹھتا نہین
اوٹھ گیا کیا یان سے وہ شوریدہ سر	جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین
چشم احول مین نظر آتا ہے ایک	کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین
آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر	جو کہ اپنی چال پر روتا نہین
پھر گیا ہے آپ وہ مہر و مرا	کچھ فلک تجھ سے مجھے شکوا نہین
نقش پر گویائی کہتا تھا وہ شوخ	ق اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین	خاک سے رغبت رہی ملنا ہی اکدن خاک مین
سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر	صید کیا صیاد بندھتی ہین ترے فتراک مین
روے آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو	آگ پوشیدہ بھلا کب ہے خس و خاشاک مین
کام کیا مجھ مست کو تیری گل وگلزار سے	باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین
عشق خاک پاکبازون کا گریبان گیر ہو	گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین
مین وہ ہون صید ستم دیدہ کہ مجکو دیکھکر	اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

اس گل جو ہماری صفت کی منھ سے نکلی بات — بانگ شکست رنگ سے ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بو اونکے منھ سے بھی — ہم میکشون سے زاہدا گر گفتگو کرین

محو شراب ایسے ہین ہم مست ساقیا — آئے صدای قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترے رخ ناشستہ کی حضور — شبنم سے گل ہزار اگر شست و شو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزون کو تیرے سرو — مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دن کو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھے — اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل — ای سرو تیرا وصف لب آب جو کرین

ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کے لیے — رونے کا میرے ذکر لب آب جو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانۂ نزار — لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ سیکڑے بے لطی بھی اوڑ چلے — ساقی کی وان ہم اوٹھکے جو خم سبو کرین

اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین ایہون — حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو رو بین جام — شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہین ہے یار کسین جیسے او دکلیان — کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سے اوڑجای رنگ گل — اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

ناسخ نہین غزال مضامین کو دام سے — تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین

تقریر بو گل سے گلبرگ ہو زبان — ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنے مژہ پہ لخت جگر یون ہی جلوہ گر — روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

ہوون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان	گر بیار ہو بھی ہم سگ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین	بت کہان خوف خدا کرتے ہین
سر مرا تن سے جدا کرتے ہین	درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتش غم نے مگر پھونک دیا	دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل	پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل	ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خم ابروے صنم کو دیکھین	ہم یہ کعبے مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شب فرقت مین	پانی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کرتا ہے	دست و پا سرخ رہا کرتے ہین
مر گئے پر ہدف تیر ہے خاک	جا بجا تودے بنا کرتے ہین
دہن زخم سے ہم قاتل کے	تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شور محشر سے ڈرین کب عاشق	ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم	خون بے جرم کیا کرتے ہین
مہندی ملنے کے بہانے قاتل	کف افسوس ملا کرتے ہین
عوض بادۂ غم ساقی مین	خون دل اپنا پیا کرتے ہین

ردیف واو

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اوڑنیکی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحف رو دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کیا کہتا ہے قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رکھتے ہین
تو سوتے مین بھی سیر گلشن شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جس دم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتے ہین

جو بیچ ہے نہین بے حکم جنبش ایک ذرے کو
تو بس ہم وہی کرتے ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین

پہنکر طوق سنت کا وہ پہر و ہنسکے کہتا ہے
مہ کنعان کی زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

جسے بے ذبح کرتے ہین نہین پہر دیکھتے اوسکو
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

در دندان جانان کا دکھایا کرتے ہین نقشہ
ہمارے اشک کا ربانی و بہزاد کرتے ہین

دلا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آب شیرین پر
سدا وحشت مین روح کوہکن کو شاد کرتے ہین

مثال زخم اپنی منہہ سے بوی خون لگی آنے
کہ ہر دم ہم بیان خونریزی جلاد کرتے ہین

اوترجاتی ہین گلے سے یار کی ہم طوق سنت کا
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتے ہین

صفت ہوتی ہے جان جس غزل مین تیرے ابرو کی
تو ہم ہر بیت پر انگلو نسے اپنی صاد کرتے ہین

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بہولجاتے ہین خدا کو یاد کرتے ہین

کوئی منصور کے حق کہنے کو سمجھا نہین اسبک
وہ خود کو بہولجاتے جو اوسکو یاد کرتے ہین

جنون خیزی چمن مین کی جو اوسکی قد موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین

مقید ہون مین اعضا کی رگون سے ناتوانی مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین

نہین ہے درسند عشق کو کچھ کام نالون سے
دہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

قاصد سے تو اب پوچھتے کچھ دل ہی دھڑکتا
پیغام نہ اوسکا کہیں پیغام اجل ہو

تھا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا میں کل
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیا فکر مجھے کل ہو

بن تیرے اگر جاؤں میں گلگشت چمن کو
سینے کو ہوا تیر ہو پھل برچھی کا پھل ہو

گل گل مری بیکلی وہ کرتی ہو کروں کیا
یارب دل ناداں کو کسی طرح سے کل ہو

زلفوں کی پریشانی سے کیا دل ہو پریشان
شانے کا ترے ہاتھ الٰہی کہیں شل ہو

غنچہ کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کچھ منھ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہیں حل ہو

کسطرح سے ہو نسبت بھلا کچھ تو کرو انصاف
بیتابی ہو یاں اور اودھر لیت و لعل ہو

اوس گل کو چمن میں ہو جو بو جو اوسے کچھ ذوق
ہر غنچہ گلزار صراحی بہ بغل ہو

کسطرح سے کہتے ہیں اوسے چل مرے گھر کو
کہتے ہیں تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کس کا ہے منھ اوس سے کرے بات
ہر بات میں جس کا فطن ناز کے چھل ہو

چلے ہم اے جنوں جب فصل گل میں گلشن کو
عوض پھولوں کے پتھر سے بھرا گلچیں نے دامن کو

سمجھ کر چاند ہے یار تیرے روی روشن کو
کہا ہالے کو ہالہ اور سمجھا طوق گردن کو

جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دوں میں دل کو
لڑاؤں دوست سے اپنے میں آخر کس بھلے کی دشمن کو

کروں آہیں تو منھ کو ڈھانپ کر وہ شمع کہتا ہے
ہوا سے کچھ نہیں ہے ڈر چراغ زیر دامن کو

شرر سنگ لحد سے جھڑتے ہیں لطف چراغاں ہے
لگایا کرتے ہیں لڑکے جو پتھر میرے مدفن کو

نہ تھا گردن کا ڈورا کم مرے ایمان لینے میں
پہنایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

جھکا دیتی ہین گنبدین چاہ ذقن از طبع موزونکو
بنایا یوسف گم گشتہ کو مانند مضمون کو

مجھے ذوق شہادت بعد مردن بھی ہوا ای قاتل
بھگو دامن کو آب تیغ سے دھونا مرے خون کو

خوشی ہو کر جو وہ مہرو گلے سے چھٹ جاتا
ہلال عید پھر کہتا ہین اپنے بخت وارون کو

دکھا دی ای جنون الفت نے مجکو جبکہ یکرنگی
مین سمجھا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنون کو

کہ گویا ہالۂ مہتاب ہی میرے بیابان کا
فلک تب کہا کرتے ہین وحشی میرے ہامون کو

تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا
بنایا ہی برنگ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو

نہایت مجھ سے یکدر ہو کے لیلی وہان سے پھر آئی
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کی متوالے ہوے ہین ایسا قی بیہوش
صراحی کہتے ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو

دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم
مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہی جب وصف رخ مین شعر سنبل کی صفائی کی
ہزارون پیچ سے باندھا کیے زلفون کے مضمون کو

فلک بھی اپنی ہمصورت یہ تو احسان کرتا تھا
شراب عیش سے بھرتا تھا جام بخت وارون کو

سراپا ہمنے مضمون اوس قد بالا کی باندھی ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھے پست گردون کو

مین سمجھا گو کہ گل سرو گلستان نے کھلایا ہی
جو دیکھا پھول سی چھڑی کو اور اوس قد موزون کو

ہی بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی
ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدائے قلقل مینا یہ ہی محفل مین اے ساقی
دکھا دی چشم میگون کو دکھا دی چشم میگون کو

مری گردش کو افسانے بنے ہین سنا لنا اسنے
اسی باعث سے ہے دوران سر مینائے گردون کو

کہی جب اپنی گردش کر دیا اوسکو تہ و بالا
بنایا شیشۂ بازیگران مینائے گردون کو

٦٥

طوق سر ہی گلے میں کچھ نہیں ہے ناصحا
تا بہ گردن وان بھی دیکھا زلف کی زنجیر کو

جسکی جانب وسنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے
ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو

ٹھہرنا مشکل ہے مجھ دیوانے کی تصویر کا
پانوٗن سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو

یہ کھلا ہی ضعف سی سوچا وہ اپنی جیب تک
اب گریبان گیر کیجیے خار دامنگیر کو

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان میں
رہیے اپنے گھر میں اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑوں مضمون باندھے ہیں غزل میں ہم نے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہوگیر کو

یاں شکوہ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو
جو زخم لگے وہ پئے شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

تو تیغ لگا دے دہن زخم سے ہنس دوں
قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب
بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہیں جوشش گریہ سے کبوتر
مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو

وہ کون سی جا ہے کہ نہیں جلوہ نما تم
تسپر نہیں معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو

سایے کیطرح کیون نہ کرو سرو کو پامال
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی
مرجاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

چھا جائے گھٹا اوس مسی لب کا جو ہو ذکر
مینہ برسے مرے رونیکا گر حال بیان ہو

مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون میں
کیا دخل کہ آنسو مری آنکھوں سے روان ہو

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف	کیا مری طبع مین روانی ہے
ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور	کیا کرون عالم جوانی ہے
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہہ	کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے
نہ مرے زخم پر رکھو مرہم	میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
سر کٹائین گے شمع سان خاموش	گر یہی اپنی بے زبانی ہے
ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان	کار عشاق جانفشانی ہے
سینہ نے گھر مرے رکھا اوس کو	یہ بھی تائید آسمانی ہے
دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتے	ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے	مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے
تجھ سے مغرور کی جھکی گردن	یہ بھی الشان کبریائی ہے
اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے	دیکھیے کس کی موت آئی ہے
پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا	جیسے برگشتہ اک خدائی ہے
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا	کج ادائی سی کج ادائی ہے
آپ کو جانتا ہے آئینہ	صاف یہ اوسکی خودنمائی ہے
تم مرے کج کلاہ کو دیکھو	یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

٦٩

سوزش مری دل کی دیکھہ ایاہ	گر سیر اس برج آتشی کی
وہ طفل نصیری آئے شاید	قسمین دون مرتضے علی کی
گردن پہ جو بل تھی شمع سرکش	کیون اوسکی گلی سے ہمسری کی
بس رکھدیا خط مین برگ سوسن	جب لکھہ نہ سکے صفت مسی کی
ٹھکراکے چلے جبین کو میری	قسمت کے لکھے نے یاوری کی
یہ رشک ہی منہہ جو یار دیکھے	صورت دیکھون نہ آرسی کی
بھولا تھا مین راہ کوے قاتل	تو نے اے موت رہبری کی
اوسکی گردن تلک نہ پہونچا	اے دست دراز کوتہی کی

دل کو یا لانفس مین تونے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہے	یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہے
سراپا ماہ کا تجھہ پر گمان ہے	زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو	برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے	تری تلوار قاتل گل فشان ہے
جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین	اگرچہ پاؤن اپنا درمیان ہے
گیا ہے کوچہ قاتل مین اب دل	مسلمان وارد ہندستان ہے
سنے جو سپہر نجاگے تا قیامت	ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

نہوگا کوئی مجھ سا محو تصور
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

ملکہ رنہویار تو صاف کہدون
نہ کیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوٗون کی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملادے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آبِ جو ہے

نہ کیونکر دماغ آسمان پر ہو پیدا
بغل مین مرے ساقیِ ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون زخود رفتہ مین خط جو لکھ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لبِ برگِ گل پر تری گفتگو ہے

نہ وصل تو راتدن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی تجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر تری تیغ سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ تری تیر سے ٹپکے

اللہ رے نزاکت جو شب ماہ مین نکلے
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اور بھی دوزخ مین لگی آگ
جنت کا مکان رونیگی تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسے ہین پیاسے کہ تو رکھدے جو گلے پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے	خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے
نہ اوٹھین گے مثال نقش قدم	جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھہ کے کر نا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھا دے	بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکا دے
اثر کچھہ تو ای آہ سوزان دکھا دے	رقیبون کے مو چار گھر تو جلا دے
اگر دیکھہ چاہ ذقن اوسکا یوسف	تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرا دے
مین منصور ہون زاہد و حق کہون گا	اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھا دے
مرے اشک اور آہ سوزان کی بس مین	یہ چاہے بہا دے وہ چاہے جلا دے
بھلا کچھہ تو آ کام ای جوش گریہ	کہ غیرون کے دیوار و در کو گرا دے
اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ	ہے احسان شب ہجر مین گر سلا دے
اگر آب ہی تیرے خنجر مین قاتل	ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑا دے

عسم وہ حیران جہان آئینہ ادراک ہے	چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے	دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے
چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو	گوش نازک مین گل تر غنچۂ گلناک ہے

کشور دل مین کیا تلاطم ہے
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین
نہ حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ ہمت حسین کی گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے

کچھ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے

شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین
چٹکیون مین وہ جب اوڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ
دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے

گریبان غیر سے نکل ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے

خاک سے بھی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

مجکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لیے تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

دید کی آنکھ ہی نہین رکھتے
لن ترانی کسے سناتا ہے

دم آیا میری آنکھون مین نہ آئے تم جسے مین دیکھتا ہون یار کی دانتون کا شیدا ہے خرامان دیکھ کر گلشن مین سرو قامت کو	اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے لجالو بنگئے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دھو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی	دل ڈھونڈھ رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
پیتے ہی مجکو دار و بیہوشی ہو گئی	تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفون مین جا پھنسا	وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس	صورت جو بنگیا ہی مرے نور رکاب کی
کس کوچے سے نکال کے مارا ہی دشت مین	دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا	ناقوس آہ ہے دل پر اضطراب کی
بعد از فنا بھی شیشہ ساعت کی خاک ہین	تاثیر اب تلک ہے وہی اضطراب کی
پہونچایا مجکو کعبہ کو بستان ملک	بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
اے شہسواریان بھی قدم رکھ کے دیکھیو	ہے حلقہ ہائے چشم مین صورت رکاب کی
دریا رواں ہے فرقت ساقی چشم مین	درکار ہے ابھی مجھے کشتی شراب کی
پر توڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا	صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
دیکھا تجھے جو خواب مین جاگے مرے نصیب	بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو
کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوئی

گل نہ سنتے تری فریاد یہ یون اے بلبل
مرے نالون کی اگر بات اوڑائی ہوئی

آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
مرے اشکون نہین جو قاتل نے بجھائی ہوئی

دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی
اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوئی

مہر و مہ ہوتے مری طرح ترے دیوانے
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوئی

ہے یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ
شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوئی

ہمسر ساقی مین جو ہم آنکھ سے دریا روتے
خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوئی

مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کبھی جوش دل
محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوئی

بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوئی

عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا
تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوئی

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ
لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوئی

تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنے کے مری خاک اوڑائی ہوئی

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید
لاکھ ہجشون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوئی

درد ہوتا مری زخمون مین تو میٹھا میٹھا
اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوئی

ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا
شمع فانوس مین بھی کبھی نہ سمائی ہوئی

مر گئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا
سرو و قمریون کی خاک اوڑائی ہوئی

سگ دلبر کبھی آتا تو پئے استقبال
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوئی

دکھائی حسن نے یہ صورت ہمین دم آخر
اوسی کو دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹے شیشہ مے سے سنگ مرقد سے
پس از فنا بھی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کرکے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی مری جان رونمائی مین
یہی جو مول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اسنے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ درازدستی ہے

کھونین ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادہ وحدت کی محفل مستی ہے

علم ہے تیغ دودم تیری سر جھکائے ہوئین
تری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کے کہتا ہے
یہ وہ ہی تیغ اشارون سے جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا لرون مین ترک سخن
کہ ایک دم مین یہ خاموش شمع ہنستی ہے

ہون وہ بلبل رعنا کو ہی حق ذی خشم تر مجھے
تا لون کو منقار دی بندھنی کی خاطر مجھے

بخبر ساقی ہین جو خوش آئے مے احمر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

پونچھون اشکِ گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
مین نے عریانی مین منھ جو ہو کسی شیم کا
کب تلک فرصت گریبانِ صحر کو چیر کر
تو چلکیون سیر پر اڑکے اودھر آیا کرین
حسرتِ دیدار مجھکو لگتی ہے اپنے یار کو
آگیا حسد ہم عرق اوسکے رخِ پُر نور پر
جامۂ عریانی تن چاک ہوشش کتان
ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
وصفِ تیری بے دہانی کے جو ہین چرب زبان
انتظارِ نامۂ جانان نے زار ایسا کیا
وان قبا تو نے اوتاری یار پھر خوابِ ناز
خانہ پردوش اس گلستان میں رہا مین عمر بھر
وہ لشانہ ہون جہان تجھ ہوگا اوڑکر جاؤنگا
وصفِ چشمِ مست لکھیے کیا اگر مین جیتا ہون
کیسے اور سمجھانے جائیں بھلا کیا کام تھا
شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے درد تو سخن
اس زمانے کیا کرون مین ساقیِ کوثر کی سو

دی فلک بالفرض گر دامان اتر ہے مجھے
جامۂ آب رین کا اشک چشم تر مجھے
چاک کرنا ہے ابھی تو دامن محشر مجھے
کیا ملے ہین سطح اور تیرے خاطر پر مجھے
آنکھ کے ڈورے سے ہوتا ہی اب مسطر مجھے
ماہ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے
گر ہلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے
لے اوڑی ہین ہوش میری تا فلک اکثر مجھے
اس لیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لائے خطِ جبتک صبا بس لے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنی جامے سے کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان ہین تیر بال و پر مجھے
اتنا او ظالم ترے تیرون نے بخشے پر مجھے
صورت مینا کہے قلقل لبِ ساغر مجھے
تیری گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے
دیکھ جاتی ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے
یا الٰہی دی زبان ہو چشمہ کوثر مجھے

ہمیشہ اوسکی جو گرفتہ ہین آ کے دل کیا ہو تجھ سے　　کمان کیطرح ان تیر و کمان کیون پھر گیا تجھ سے

نہ کیونکر او لجھے گویا یار کی زلف دوتا تجھ سے　　کہا مشتاق نے اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے

گنہ کرتا ہون پر بخشش کا ہے خدا تجھ سے　　ستم تجھ پر کرم تجھ سے خفا تجھسے عطا تجھ سے

زلیخا محروم سیری کر تو بخشش سے حشر سے　　تمنا عالم وحشت مین ہے یہ ساقیا تجھ سے

کبھی ہین پیچ کیا کیا سر شتے ہی آخر اوس بت کے　　رسائی سیکھے والله ای زلف رسا تجھ سے

بنایا ہے پریشان تو نے مجکو ای سیہ بختی　　کھنچا ای خوب نقش گیسوی دلدار کا تجھ سے

خبر کیونکر ہوئی تجکو ہماری بیقراری کی　　تری انگلی کی مچھلی دے شاید کہ دیا تجھ سے

لیا ہی دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا کے　　عوض شیشے کے ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھ سے

جو تیرا نام لون تجھی کی منھ مین پانی بھر آئے　　ملا ہی ای زبان تیغ قاتل کیا مزا تجھ سے

ہر اک روزن ہوا اختر ماہ ازبسکہ علقہ در سے　　مکان یار کا کہتا ہون لے قاصد پتا تجھ سے

گریبان پھاڑکے از خود یہ استقبال آئیگا　　اگر ای آستین دست جنون باہر ہوا تجھ سے

چلے خط لیکے سوئی یار کشتی جو قلمدان کی　　دم تحریر کیا ای چشم تر دریا بہا تجھ سے

کسی بیجرم کی گردن پہ آ کر ٹھہرتی ہے　　اگر ای دوش قاتل تیغ ہوتی ہی سوا تجھ سے

اگر ہین یار کی نظرون سی ہم بھی اشک کی صورت　　عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمار اگر پڑا تجھ سے

کیا غم تو نے فنا ہم سیہ بختون کے مرنے کا　　جو مدت سے صنم سرمہ لگانا چھٹ گیا تجھ سے

اگر خط غیر کا لے ہاتھ مین جانان جلا دینا　　تمنا ہی یہی ای آتش رنگ حنا تجھ سے

جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میرے پانو تکو　　نکل جائین صدا کیطرح ای زنجیر پا تجھ سے

پھر سرِ نو کا ہوا اون پہ گمان	پھر مہینے بعد وہ آنے لگے
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار	پھر بت ترسا ہین ترسانے لگے
ہستی ہے پھر سینے مین تصویرِ یار	دل کو پھر اسطرح بہلانے لگے

پھر خیالِ زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آنکھ سے پھر چشم تر ایسی	کیون رہنے لگی شدتِ دردِ جگر ایسی
کیا وصف لکھون کاکلِ رخسارِ صنم کا	دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
کس نے یہ گلال اوس رخِ روشن پہ ملا ہے	چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
اسواسطے ہے ضبط کہ تا غش نہ چلا جاے	آجائے کہین لب پہ نہ آہِ جگر ایسی
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے	لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسی
کیا ڈھونڈیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا	ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
دیکھون جو رخِ یار مین آئینے کے بدلے	لگ جائیگی پھر مجھے یارب سحر ایسی
مین کیا کہون جو صبحِ جدائی نے دکھایا	ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
جسطرح کہ ہے بیشِ گہرِ دانت کی دانے	آگے درِ دندان کے ہے قدرِ گہر ایسی
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی	ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
تیغ و نگہ و تیرِ مژہ روکے جو ہر دم	جز داغِ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی
اے حورِ لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت	صورت نہ پری کی ہے نہ شکلِ بشر ایسی
افسردہ ہوا میرے دمِ سرد سے عالم	ٹھنڈی نہین ہوتی ہے نسیمِ سحر ایسی

بے زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے

ہاتھون کاسۂ سر لے کے لحد سے نکلون
ابھی گر یاد کرے ساقی مینوش مجھے

پوچھیون اب کس سے نشان اپنے کمان ابرو کا
لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے

جیبون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
زیب دیتا ہی جو کہتے ہین کتانپوش مجھے

یاد گیسو مین سدا ڈھانپ کی منھ روتا ہون
ایک زنگی نے کیا خلق سے روپوش مجھے

کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال
نظر آتے ہین لب گور بھی خاموش مجھے

ایکدن شہر خموشان مین دلا جاتا تھا
لله الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے

زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہی دکھلا سے کرتا ہی سیہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون مین گویا
یاد جب آتا ہی وہ ساقی مے نوش مجھے

چمن مین گلبنون شیشون مین شراب پرتگالی ہے
ہوئے آغوش پیا فرقت ساقی مین خالی ہے

فلک بھی ساقیا مست شراب پرتگالی ہے
نہین یہ ماہ تو تلوار ستی مین نکالی ہے

ستم سے کونسی بات ان ستمگارونکی خالی ہے
نگہ مین قہر آنکھون مین غضب نخوت نرالی ہے

کریگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی
زبان پر یار کا افسانۂ شیرین مقالی ہے

رخ پر نور پر تیرے نظر آجاتی جب ابرو
لکھون مین چشمۂ خورشید مین کشتی ہلالی ہے

فغان سن سن کر میری اور خمیدہ دیکھ کر قامت
کیا کرتا ہی وہ مجھکو فغانی ہے ہلالی ہے

چمن مین خط ساقی دکھایا سبز باغ ایسا
پیالی گلکی نظرون مین نمر کی پیالی ہے

چلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبدِ خدا کیواسطے
کبر زیبا ہے جنابِ کبریا کیواسطے

یار وفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے
آشنا تھا جان دی ناآشنا کیواسطے

باغبان دیوارِ گلشن تک تو آنے دے مجھے
تیلیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے

بے طلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون
منتِ عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آئی گر وقتِ دعا محراب ابرو کا خیال
تیغ ہو محراب بھی دستِ دعا کیواسطے

ای ہما بیشِ فقیری سلطنت کیا مال ہے
بادشہ آتے ہین پابوسِ گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہے خضر
خون پیہ کسکا ہو گیا آبِ بقا کیواسطے

بعد مرنے کے بھی سیسن ہمکو طفلانِ حسین
لین ہماری خاک کی گولی آسیا کیواسطے

منھ دکھا بعد اک مہینے کے تو ای خورشید رو
ماہِ نو ہے سر جھکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان رہ ہون جاؤن اگر گلشن مین
دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ گنجِ فقر مین
خاک مت سر پر اوڑا ظلِ ہما کیواسطے

جانبِ گلشن مجھے صبا ولیجا تا نہین
تو ہی از خود رفتگی لیچل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہ ثابت ہوا
اوس کمر کی دید ہے اہلِ فنا کیواسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین
ہی جگہ آنکھون مین ایدل توتیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

اکیلا راتون کو روتا ہون ڈھانپ جانب کو مُنھ
کیا جو زیر زمین تو نے میری جان آرام
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو
کبھی مین سر در و دیوار سے پٹکتا ہون
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا مرے اللہ
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمۂ شب ہجر
برنگ صبح ہون ایجان بقرار لیا
اگر مین نالۂ پُر درد کرکے رونے لگون

بیان مین کس کرون آہ یہ غم پنہان
پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
جو تو ہی پاس نہین پھر قرار و صبر کہان
کبھی مین کہتا ہون اب گھر ہے خانۂ زندان
کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
طلب بلال سے کرتا ہی ہر نالہ زبان
جو موتی اشک مین رولون ہو وہ گوہر غلطان
زمین کانپ اوٹھے رد کر گنبد گردون

فلک بگریہ درآید ز اشکباری من
زمین بلرزہ درآید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون دہر کا کیا بھروسا ہے
رہے نہ حضرت یوسف نہ حسن پاک ونکا
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس فرہاد
نہ اب ہی قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی
نہ گل ہی کان مین اونکے نہ آنکھ نرگس کی
سر عزیز یہ تھا جنکے تاج سلطانی

یہان پہ آیا جو وہ ایکدن روانا ہے
رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب جہان مین وامق ہی اور نہ عذرا ہے
نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

روان ہی آنکھہ سے دریا لگی ہی دلمین آگ
ہوا ہون مین تری فرقت مین صرف آتش و آب

امید وصل نہین تا بہ زیست یا قسمت
دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود

بلا ہی جسم ہی جان اور وبال دوش ہی سر
ہر ایک دم دم خنجر ہر ایک مو نشتر

ہنوگا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال
ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر

اگرچہ کہنے کو گویا ہون خلق مین مشہور
تری فراق مین پر ہون خموش آٹھ پہر

کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا
کسی نے حال جو پوچھا دکھا یا داغ جگر

الم گذرتے ہین جو جو خدا ہی واقف ہے
ہزار داغ مصیبت ہین اک مری دل پر

نہین ہے اسکا بھی کچھہ غم مگر ہی تیرا دھیان
نہ اپنی جی کا مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر

جو تو ہی پاس نہین کیا کرونگا مال و منال
فقیر ہون یہی آتا ہی اب خیال اکثر

ترے مزار پہ جاروب کرلیے مژگان سے
چھڑکیے پانی طینت سی آب دیدۂ تر

ہوس ملک کی دلمین نہ مال کا ہی خیال
نہ آرزو مجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا دگر امید شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا اگر ہو نبی دین کی رہبر کو
سدھارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

حرم سے رو کے کہا ہو گئے شہید امام — صدای گریۂ زہرا جو آئی باہر سے
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغر بے شیر — جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
غضب ہی جسکا پدر ہو وہ ساقی کوثر — کنار نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباسؑ — نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے
کہا امام نے مہاں ہوں ورنہ شبیر — جو چاہوں قلعے اوکھاڑوں ہزاروں خیبر سے
امام کہتے تھے ہونگا میں ان میں شہید — سنی ہی میں نے خبر بار ہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہوا شہید جو فرزند مصحف ناطق — صدا تلاوت قرآن کی آئی تھی سر سے
پیادہ لے گئے تا شام اوسکو کر کے اسیر — محال اوٹھنا تھا جس ناتوان کا بستر سے
یقین یہ ہی کہ تری مغفرت ہوای گویا — کمال تجکو محبت ہے ابن حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہاں رنج بھی راحت ہی — گر سر چڑھے نیزے پر معراج امامت ہے
آگے ہی سر سرور پیچھے شہیدوں کے — کیا خوب امامت ہی کیا خوب جماعت ہے
وابستہ سلاسل ہے دیکھا تو کہا شہ نے — زنجیر کو عابد کے اب ہاتھوں کو بیعت ہی
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائیں — پر یہ نکہی کوئی شبیر کی رخصت ہے
اکبر نے کہا رو رو میں عدہ کر آیا تھا — صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے
تنہا تھے کھڑے سرور آسکتے نہ تھی اعدا — ہیبت یہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی — چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

یہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو | چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا
سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے | نئی طرح کا ہی یہ برج مین نشان کیسا
جو لائے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم | لہو ہی حلق سے یا شاہ دین روان کیسا
تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال | چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا
جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو ہی چھوڑا | قلم ہوا ہے پیمبرؐ کا بوستان کیسا
موے پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی | مری نبی کو بنایا ہے خونفشان کیسا
شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلین گے ہم | علیؑ کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا
ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا سے | خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا
کریم بخش دے تو اوسکے سب گناہونکو | ترے حسینؑ کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے مجرئی کو اطاعت حسینؑ کی | مغفور پہلے ہو گی جماعت حسینؑ کی
مشکین بہا کے ریت پہ ہنستے تھے اہل شام | تغیر تھی جو پیاس سے حالت حسینؑ کی
روتے تھے زار زار سبھی بہشت مین | کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسینؑ کی
سجدے مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین | زخمون سے طاق سب لی طاقت حسینؑ کی
بیعت طلب حسینؑ سے کی ظالمون نے ہاے | واجب تھا کہ کرے تو وہ بیعت حسینؑ کی
بھیجے تھے سر شہیدون کے آگے سر امام | دیکھو فنا کے بعد امامت حسینؑ کی
خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدے سے جبین | افزون ہے سب جہان عبادت حسینؑ کی

شہ کشتی تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا
لیکن شہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

اکبر نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان
سرور کا تن پاک گلستان نظر آیا

زندان میں گئی ہائے جو وہ زینت جنت
بہتر کہیں جنت سے وہ زندان نظر آیا

کرتا ہوں بیان شاہ کا رونا ہو نمین زرات
گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرائی باندھو شقی ہای وہ زنجیر میں ہاتھ
یہ سمجھا سی فرزند جو کہ ہی تقدیر میں ہاتھ

سینۂ شاہ شہیدان تھا سنان کا مشتاق
خواہش تیغ میں سر تھا طلب تیر میں ہاتھ

خون ناحق کا وہ شبیر کا ہوگا شاہد
آئیگا روز جزا شمر کا تقریر میں ہاتھ

ہو گئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
رو دئے ڈال کے پھر گردن شبیر میں ہاتھ

مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نے تیر
کام سے جاتا رہا اوسکا بس اک تیر میں ہاتھ

شہ کو تلواریں لگاتے تھے شقی دیکے فریب
تھی زبان ذکر میں مشغول تو تدبیر میں ہاتھ

کیا کہوں اہل حرم روئے جو وقت رخصت
شہ نے پا اوٹھا دیا جب کف شمشیر میں ہاتھ

ایک سجاد کا تھا اتنہ بیماری سے
ایک تھا ہائے کف ظالم بے پیر میں ہاتھ

محو تھے ذکر خدا میں شہ دین قبت نماز
دہن زخم سے مشغول تھے تکبیر میں ہاتھ

کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر میں ہاتھ

حر نے کی آکے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر میں ہاتھ

قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے
نظر آیا جو اونھیں قبضۂ شمشیر میں ہاتھ

[illegible]

جب ہوئے رخصت مزار شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہاں تاج سلیمان جاہ کا

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے ان ہاتھوں سے کیا کیا کر چلے
ہتھکڑیوں بھی تم نہ اے اصغر چلے
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کی گویا ہوں شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایاں ہو گیا
باغ جنت کو چلیں گے یہ خوشی تھی شاہ کو
گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیرؑ پر
کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
اسقدر عباسؑ دکھلائے تھے زخم تیغ و تیر
زینبؑ و کلثومؑ نے سر سے ردائیں پھینک دیں
حضرت مسلمؑ نے کوفے سے یہ نامے میں لکھا
تک قلم کٹ کٹ گرے جب نوحۂ نالان حسینؑ
ہل گئے ارض و سما و عرش تھرانے لگا
تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر

دو سلامی ہر ستارہ چشم گریاں ہو گیا
زخم جو تن پر لگا تھا رو سے خنداں ہو گیا
مثل مہ ابر غباری میں وہ پنہاں ہو گیا
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا
دم میں وہ گل سا بدن رشک گلستاں ہو گیا
چاک جب صبح شہادت کا گریباں ہو گیا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جاں ہو گیا
عاقبت باغ امامت خشک میدان ہو گیا
خاک و خوں میں جب شہ تشنہ غلطاں ہو گیا
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیداں ہو گیا

[illegible]

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
پاشاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا

روضہ ہے جس میں ختمِ خیر الانام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کے واسطے

سلام

رتبہ نہ کیوں بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہوں حسین علیہ السلام کا

ہاتف نے کی ندا کہ یہی کا ہے سر بلند
نیزے کی نوک پہ جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سے آب
محتاج تھا وہ آپ سے یا نیلے جام کا

شہ غیظ میں جو آئی تو ہاتف نے کی ندا
رکھیے نشان امتِ خیر الانام کا

کرتا نہیں غزالِ حرم کو بھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہِ بیت الحرام کا

کم تھا نہ کربلا میں تجلیِ طور سے
جلنا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کی ہوں عدو
ہو کیوں نہ منہ سیاہ بھلا فوجِ شام کا

کوفے سے خط جو آئے حرم میں تو بولی شاہ
مضمون میں یہ طور اجل کے پیام کا

رو رو کے کہہ رہے تھے یہ حاملانِ عرش
کلوا ہے خاصگانِ خدا پر عوام کا

کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قتلگہ میں نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگوں ہوا یہ سر حسنِ سبز فام کا

خون دیدۂ فلک سے رواں کتنے دن رہا
غم اسقدر ہے یادِ شہِ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیوں امام کو مردود بے نشان
منظور تھا مٹانا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا

در نه او گے سر دنیا دارد | روے دل جانب عقبی دارد
ست او وقت جهادِ اصغر | دل او محو جهادِ اکبر
سرور لشکرِ اهلِ اسلام | روح در پیکرِ اهلِ اسلام
چشم او هست حیا آلوده | دل او هست وفا آموده
وعده اش صادق و عهدش واثق | زین جهت هست زیاده لائق
دخل اغراق بتقریرم نیست | یک قلم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده پدرش رو بنهد | اسپ با ساز و یراقش بدهد
سائل اسپ چو گردید دوچار | گرد فی الحال ور افیل سوار
عدل او شرع همیشه باشد | خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد | مزد بے رنج و مشقت بدهد
صد و سی سال سلامت باشد | هر دم افزونی و دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد | نثر او سجع بلاغت دارد
مے چکد عشق ز هر مصرعه او | نور صد حسن بهر مطلع او
قصهٔ عشق همه دیوانش | داستان دلِ او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود | گلشن نظم مطرب فرمود
سال اتمام و سن ترتیبش | گفت دل هست کتاب دلکش

	ایضاً	۴۲ ۱۲ھ

معماے سن ... ۱۰۱

صد و ست سالش بود زندگانی
با اقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم
قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف نظمش به از آب ...
زبان کشت لا ریب از آب ...
محیط جهان است فکر رسا ...
[illegible]

در تاریخ ترتیب دیوان از شیخ امام بخش ناسخ

[illegible]

دو آتش خم وکلک او باده نوشست	مضامین او همچو مستی بجوشست
چو مائل ترتیب وتالیف آن شد	بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد
نه تالیف وترتیب دیوان نموده	که او نخلبندی بستان نموده
نگفتند سالش زمه تا بماهی	که ترتیب دیوان همایون الهی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت	یا ختم نقطش همه جانان سخن
هر زمین شعر بر گردون رساند	الله الله شوکت شان سخن
از محبان شه مردان چو هست	چون بنا شد مردم میدان سخن
ناظم ملک معانی طبع او	هست فکرش زیب دیوان سخن
چون کلام خویش را ترتیب داد	شد فراهم جمله سامان سخن
چون پئے تاریخ گشتم مضطرب	گفت هاتف وه چه بستان سخن
بیش فکر بلند گویا	تاریخ اس نہ کچھ حجاب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے	چون سحر اثر کتاب دیکھا
جسدم پڑھے شعر عاشقانہ	بس دل کو پر اضطراب دیکھا
الله رے رتبۂ فصاحت	بجدا اور بے حساب دیکھا

[illegible]

دیوان بہار عجب۔ در مدح خاتم الرسالت مولفہ حاجی محمد نذیر مصطفٰے آبادی۔

دیوان لطف۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ و قصائد سرور کائنات میں مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان بریلوی

ایضاً نعت سروری۔ غزلیات تمام ردیفوں کی محامد خاتم المرسلین میں از بہار نامی طبع بلند منشی غلام سرور لاہوری کا

دیوان ہنجار سالک۔ عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ متخلص بہ سالک۔

دیوان نیاز۔ از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز۔

دیوان شہیدی۔ مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر مسمی بمرآۃ الغیب۔

دیوان غالب دہلوی۔ کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات میں چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسیطرح ہے کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جنکا مثل و نظیر ہندوستان میں نہیں ہے یہ مطبعہ طبع نظامی کی نقل ہوکر طبع ہوا۔

دیوان نشاط الاحباب۔ مصنفہ بابو ہر گوبند سہاے

دیوان جرار۔ مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار۔

دیوان امیر۔ خرد طبع زاد سید امیر الدین امیر

دیوان قلق مسمی بمظہر عشق۔ کلام اوستاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق۔

دیوان واسطی۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسولخان متعلقہ ور سندیلہ۔

دیوان عاشق۔ کلام لطیف از پنڈت لسیالال تخلص عاشق۔

دیوان خواجہ میر درد۔ شاعر صاحب باطن۔

دیوان مجاہر حقیقت۔ در نعت سید مجتبےٰ مصنفہ قاضی علی احمد تخلص صل علےٰ۔

دیوان ہشیار۔ مصنفہ کیول رام۔

دیوان صبا مسمی بغنچۂ آرزو۔ از میر وزیر علی صبا۔

دیوان ضامن۔ از سید ضامن علی شاہ۔

دیوان نواب علاء الدولہ سید محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف نواب بوڑھن صاحب۔

دیوان مخزن شوق۔ غزلیات بطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہر چند راے سروری تخلص ہر چند ایک کالم میں کلام ذوق و دوسرے کالم میں کلام ہر چند

ایضاً شائستہ پاسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ از منشی ہر چند راے

دیوان ولی۔ یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہے اول زبان ریختہ میں اسی شاعر عالی نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا۔

چمنستان جوش۔ دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان۔

مجمع الاشعار۔ غزلہاے اردو و فارسی اساتذہ۔

چمن بے نظیر۔ اشعار اردو و فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی ابراہیم بن شہاب الدین۔

گلدستۂ امانت۔ جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین۔

گلدستۂ نعت۔ اشعار فارسی و اردو مولفہ شیخ محمد جمیل الدین احمد۔

گلدستۂ خندان۔ کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان۔

شمس فیض۔ قصائد ولیعہد بہادر والی سورٹھہ و قصائد خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر

گلشن فیض۔ قصائد حمیدہ از شیخ بہاء الدین۔

خریطۂ سرور۔ تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورٹھہ۔

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین۔ یہ مجموعۂ نوادر مصنفۂ فارسی حسین [illegible]

۱۔ سوانح عمری حضرت مصنف ۔ ۲۔ تواریخ سلاطین
۳۔ قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام ۔ ۴۔ دیوان مصنف
۵۔ مثنویات صفیر دل و چمن انجمن ۔ ۶۔ مثنویات عزلیات
۷۔ فرہنگ نامہ ۔ ۸۔ تذکرۃ العاشقین ۔
مصنفہ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین ۔
کلیات خاقانی بتضمین قصائد عربی فارسی و غزلیات
و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے البتہ کلیات اس جامعیت
کے ساتھ کمیاب ہے جو اس مطبع میں محشی مع حل معانی
اشعار عربی کے دو جلد میں چھپا ہے ۔
کلیات مرزا بیدل ۔ اس کلیات میں چار کتابیں ہیں
۱۔ دیوان بیدل غزلیں سب ردیفوں کی ۔ ۲۔
عناصر بیدل ۔ ۳۔ رقعات بیدل ۔ ۴۔ نکات بیدل نتیجہ
طبع شاعر نازک خیال مرزا عبد القادر بیدل ۔
دیوان بیدل ۔ فقط نقل از نسخہ قلمی محررہ ولایت
کلیات سعدی شیرازی بتضمین رسائل ذیل ہیں ۔ ۱۔
دیباچہ کلیات ۔ ۲۔ کریما نثری ۔ ۳۔ گلستان ۔ ۴۔
بوستان ۔ ۵۔ قصائد عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات
۶۔ طیبات و بدائع و خواتیم و غزلیات قدیم و مقطعات
صاحبیات و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات
و ہزلیات از نتائج طبع حضرت مصلح الدین
سعدی شیرازی رح ۔
کلیات نظم غالب ۔ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی
انتخاب کلیات عناصر خسرو ۔ اسمیں چار دیوان ہیں
۱۔ دیوان تحفۃ الصغر ۔ صغر سن کا کلام ہے
۲۔ دیوان وسط الحیات عنوان شباب کا کلام ہے
۳۔ دیوان غرۃ الکمال ۔ جو کمال عمر چالیس برس میں لکھا
۴۔ دیوان بقیہ نقیہ کلام ہنگام پیری ۔
یہ کلیات ایک انتخاب ہر چہار دیوان از گوہر مطبع خسرو صاحب
کمال ملقب بطوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی رح ۔
کلیات جامی ۔ تصنیف ملا عبد الرحمن جامی ۔

کمال ملقب بطوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی رح ۔
کلیات جامی ۔ تصنیف ملا عبد الرحمن جامی ۔

کلیات نظیری نیشاپوری ۔ از خوش فکری
ملا نظیری نیشاپوری ۔
کلیات ظہیر فاریابی تصنیف صدر الحکما ابونصر فاریابی
دیوان ظہیر فاریابی ۔ تصنیف ایضاً ۔
دیوان صائب کامل ۔ از مرزا محمد علی صائب تبریزی
ایضاً ۔ انتخاب دیوان ۔
دیوان حافظ محشی خوشخط از انکشاف طبع روشن
صاحب باطن ملقب بلسان الغیب حضرت خواجہ شمس الدین
حافظ شیرازی ۔
ایضاً ۔ مطبوعہ جدید خوشخط ۔
شرح دیوان حافظ ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ
از تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی از جانب مطبع
دیوان شمس تبریز مشہور از رشحات طبع نزلی مادر زاد
محمد بن ملک داد معروف بہ شمس تبریز ۔
دیوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح ۔
کلام پر تاثیر ۔
دیوان حضرت احمد جام ۔ زندہ پیل سرحلقہ عارفان
دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۔ دیوان نایاب
محض عنایت ایزدی سے اس مطبع کو دستیاب ہو کر طبع ہوا ۔
دیوان حضرت غوث الاعظم ۔ پیر دستگیر شیخ محی الدین
عبد القادر گیلانی قدس سرہ ۔
دیوان مخفی ۔ اوستاد اہل زبان کا کلام ہے
از جلوہ طبع مخفی رشتی اور جو نا واقف کلام زیب النسا
کہتے ہیں وہ نادرست ہے تذکروں سے ظاہر ہے
دیوان غنی ۔ یہی دیوان مصنفہ ملا محمد طاہر غنی کشمیری
دیوان مہتاب ۔ از سخنور نازک فکر منشی مہتاب رائے
کشمیری و استوہ رئیس گکھڑہ ۔
دیوان موزون ۔ از خوش فکری عالیجناب راجہ
رام نرائن کشمیری متخلص بہ موزون ۔
دیوان ناصر علی ۔ شاعر نامور کا کلام ۔

رام نرائن کشمیری متخلص بہ موزون ۔
دیوان ناصر علی ۔ شاعر نامور کا کلام ۔

بلبلوں کی نہ ہو یا گلشن میں
یاد گلشن پہنے تو
کیون ہے تو مجھ زیب تن ہو موت سے
سامان مین
گو جام سے خالی ہوا پھر
پیالہ عمر کا
بجے دور ساغر پیا
دوران سر
قدرت خدا کی ہے بتو ہم اوٹھین
در سے بیٹھے وہ

ویسی ہی اوسکے سگ سی بعد از فنا بھی الفت	ہر استخوان ہی اوسکو جیون ونہ پکارتے ہین
آنکھین کہا کے جسنے دیوانہ کردیا ہے	بادام پتھرون پہ سر دیدی مارتے ہین
ہم سکو جانتے ہین دیوانہ اوس ہی کا	لیلی بھی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین
کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پہ قدم مبارک	ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
کوچے مین اوسکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون	منزل تلک پہنچ کر سب بوجھہ اوتارتے ہین
اوس شہر یہ ہے مقرر شیر خدا کا سایہ	جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیب ن کبھی اپنی کہنے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو ای رشک پری اب ان دلون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو مہمان
رکھتے نہین اب جان جان غیر از کباب اخوان مین
تجھہ بن جو بے چینی رہی وہ گوشش زد ہو جائے گی